شیخ محمد چشتی رادھو بحیثیت ایک صوفی شاعر

الفت جان پی۔ ایچ۔ ڈی

شیخ محمد نام، عرف رادھو اور تخلص چشتی تھا۔ شیخ چشتی صوفیاء کے ایک مشہور سلسلہ چستیہ سے وابستہ تھے اور اسی مناسبت سے انہوں نے اپنا تخلص بھی چستی رکھا ہے۔ چنانچہ اپنے تخلص کے بارے میں خود فرماتے ہیں ؎

ہم تخلص چستیم کردی عطا
از وفور رحمت خودای خدا[1]

آپ کا تعلق کشمیر کے مشہور روحانی بزرگ طاہر رفیق اشائی کے خاندان سے تھا[2]۔ آپ کی ولادت ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء میں ہوئی[3]۔ چار سال کی عمر میں آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی گئی۔ اپنے زمانے کے ایک جید عالم اور روحانی پیشوا مولانا حیدر چرخی[4] سے دینی اور دنیاوی علوم حاصل کئے۔ بعد میں خود بھی درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے اپنے زمانے کے ایک عالم دین۔ شیخ علی

محمد چستی سے سلسلہ چستیہ کی تربیت حاصل کی۔ چنانچہ انکے زیر تربیت راہ
سلوک کے بلند مراحل طے کئے۔ آپ ہمیشہ سلسلہ چستیہ کے مطابق ذکر جہر
(بلند آواز میں خدا کی یاد) کیا کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو بھی اسی
کی تلقین فرماتے تھے۔ بحر روحانیت میں غرق ہونے کی وجہ سے آپ نے
درس و تدریس کا مشغلہ چھوڑ دیا لیکن جب بار عیال کندھوں پر پڑا۔ تو پھر مجبوراً
یہی پیشہ اختیار کرنا پڑا۔ البتہ اپنے پیشہ میں مشغولیت کے باوجود بھی روحانی
مشغلوں اور دینداری کے علاوہ تصنیف و تالیفات میں بھی مصروف رہے۔[۶]
۱۱۱۱ھ مطابق ۱۶۹۹ء میں جب پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کا موئے
اقدس کشمیر لایا گیا تو اپنے زمانے کے بلند پایہ بزرگ ہونے کی وجہ سے
پہلی بار اس کی نشاندھی کرانے کی سعادت صرف چستی صاحب کو ہی
نصیب ہوئی۔ چنانچہ وہ اپنی زندگی کے آخر تک یہ سعادت مند فریضہ
انجام دیتے رہے یہاں تک کہ شیخ محمد چستی کی وفات کے بعد
موئے مبارک کی زیارت کرانے کا فریضہ ایک بڑی مدت تک کسی
سے بھی انجام نہیں دیا جا سکا۔

شیخ رادھو کا انتقال ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۴ء میں
ہوا اور اپنے گھر کے صحن میں دفنائے گئے۔[۷] ملا بہاؤ الدین متو نے ان کی
تاریخ وفات یوں لکھی ہے ملاحظہ فرمائیے ؎

شب آدینہ ساعت پنجم
کہ ز شوال بود پانزدہم

سال تاریخ آں سے خدا را آگاہ

شیخنا لا الہ الا اللہ

شیخ چستی اپنے زمانے کے برگزیدہ صوفی شاعر تھے شعر وشاعری کے علاوہ انہیں فارسی نثر میں بھی مہارت حاصل تھی انکے ادبی آثار میں فقط تصوف وعرفان کا رنگ جھلکتا ہے۔ شعروشاعری میں جو تصنیفات شیخ رادھو نے باقی چھوڑی ہیں۔ ان میں دستیاب آثار یہ ہیں (۱) گنج فقر (۲) سراج السالکین (۳) عدۃ اللقاء (۴) کنز العشق۔

گنج فقر:۔ شیخ رادھو کا منظوم رسالہ ہے جو مثنوی کے طرز پر لکھا گیا ہے اس منظوم تصنیف کے نام کے بارے میں خود فرماتے ہیں ؎

"گنج فقر" ش نام کردم من ازان

کہ بسے اسرار فقر است اندر آن

اپنے نام کا مصداق یہ منظوم رسالہ واقعی فقر کا خزانہ ہے اس میں فقر اور اس کے رموز کے بارے درج ہے اور آنحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث پاک "الفقر فخری والفقر منی" کا منظوم ترجمہ وتشریح ہے۔ شاعر نے رسالے کا آغاز حمد ذات خداوندی سے یوں کیا ہے

؎

حمد محمودی کہ وحدت وصف است

اوست خود محمود وحامد خود ہمو است

حامد خوش است و محمود خود است
زانکہ وحدت وصفِ پاک ایزد است [۱۰]

چستی نے تصوف کے رموز و اسرار کے نکات کی وضاحت بڑے خوبصورت ڈھنگ سے کی ہے۔ شاعر موصوف کی نظر میں ذات خداوندی ایک پوشیدہ خزانہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کو اس خزانے کی کنجی کی حیثیت حاصل ہے اور انہیں کی ذات سے خدا کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ ایک عاشق صادق تب ہی عشق حقیقی کے بلند مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ جب وہ پاکباز، پرہیزگار صدق و صفا کا پابند اور راہ سلوک کی تکلیفوں کو برداشت کرنے کی سقت رکھتا ہو۔ وہ فرماتے ہیں ؎

پاک باز و شاہباز عشق بود
داشت دایم در نظر نور شہود [۱۱]

جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ شیخ چستی صوفیاء کے ایک مشہور سلسلہ چستیہ سے وابستہ تھے اور اسی مناسبت سے انہوں نے اپنا تخلص بھی چستی رکھا ہے۔ شیخ نے متذکرہ بالا منظوم رسالے میں چستی سلسلے کی تعریف و ستایش کر کے اس سلسلے کو راہ حقیقت پر چلنے کا آسان اور نزدیک ترین راستہ بتلایا ہے اور اس سلسلے کے مشایخ اور سالکوں کے حالات و واقعات اور اقوال کو نظم کے رشتے میں پرویا ہے اور فقر کی خوبیوں اور اس کی اہمیت کو مثالوں کے ذریعے سے

سمجھانے کی کوشش کی ہے مثلاً

ہم بہ تیغ فقر و ہم بہ تیغ لا
باخود و ماغیر حق سے بکن غزا
قاطع است این فقر و تیغ لا
ہر چہ باشد از جمع ماسوا
تیغ فقر از تیغ پولاد است تیز
بہر طمع و نفس دشمن ای عزیز[۱۲]

چستی صاحب نے اس منظوم رسالے میں اپنے صوفیانہ عقاید اور اپنے مذہبی جوش و جذبے کو بیان کرنے کے ساتھ قرآن و سنت بطور دلیل و برہان پیش کئے ہیں مثلاً

"الدُنیا حرامٌ علیٰ اهلِ الآخرۃ و الآخرۃُ حرامٌ علیٰ اهلِ الدنیا و هُما حرامان علیٰ اهلِ اللہ تعالےٰ

اس حدیث شریف کی یوں تشریح کی ہے۔

اہل حق را بے نوائی چون نواست
زینت ہر دو جہان پیشش الہاست
غیر حق بر وی حرام آمد حرام
زانکہ کار او بد و گیرد نظام
دو جہان بر اہل حق زان شد حرام
کہ نظر بر غیر حق دانہ است و دام[۱۳]

"گنج فقر" نام کی مثنوی۔ شیخ چستی نے اپنے بیٹے مسمی محمد علی کے ایما پر قلمبند کی ہے چنانچہ اس کی طرف "گنج فقر" میں یوں واضح اشارہ ملتا ہے ؎

نور چشم کرد ارزی ایں سوالے
بیان کن سے حالے فقر اندر مقالے [۱۴]

چستی صاحب بنیادی طور پر صوفی شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں تصوف و عرفان کے مختلف گوشے اور بعض اہم اور پر اسرار عرفانی مسایل ملتے ہیں۔ چستی صاحب نے گنج فقر کے منظوم رسالہ میں سرور کائنات محمد مصطفیٰ [۱۵] کو اپنا محبوب حقیقی تصور کیا ہے اور انکے تیئں والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ وہ اپنے محبوب کے زلف، ابرو، خال، خط، چشم وغیرہ کی تعریف غرض سراپا نگاری میں اچھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ زلف یار کی یوں تعریفیں کی ہیں ؎

دان سواد پیچیں آن سے زلف یار
ہست او بر گنج حسنش ہمچو مار
گر نبودی سے زلف پیچا پیچ
روی او ظاہر شدی در چار سو
گونہ گونہ رازہا از زلف او
می بہ بلبند عاشقے از وجہ نکو

گاہ چون ریحان و شاخ یاسمین
گاہ ہمچون بوی مشک عنبرین
ہست این احوال زلف یار ما
درہم و برہم شدہ روزگار ما
ہست زلفش بہر مومن مثل یار
ہست زلفش بہر کافر ہمچو مار [۱۵]

شاعر نے مثنوی "گنج فقر" کے آخر میں اپنے تخلص اور سلسلۂ طریقت کے بارے میں مفید اطلاعات بہم پہنچائی ہیں اور اس رسالے کی روحانی اور عرفانی اہمیت وافادیت واضح کرتے ہوئے اسے معرفت الٰہی اور عشق محمدیؐ کا خزانہ قرار دیا ہے ؎

گنج فقرم بس کہ خوب دلکش است
اہل دنیا را توشہ وزادی خوش است
ہر کہ سازد گنج فقر از ادارہ ....
می رسد او زود تر سوی الٰہ
گنج فقرش رہ نماید سوی حق
گنج فقرش می برد در کوی حق
ہر کہ گیرد بہرۂ در زین گنج من
می شود زین گنج او شاہ زمن

راہ یابد سوی فقر

ہر کہ گیرد زادِ این گنج ھد

ہست گنج رحمت و نور ھدیٰ[۱]

ہست درویؒ نعت فقر مصطفےٰ[۱۶]

گنج فقر کا ایک قلمی نسخہ محکمہ تحقیق واشاعت حکومت جموں

وکشمیر حال کشمیر یونیورسٹی سرینگر میں زیر نمبر ۵۸۳ بحالت درست بخط نستعلیق

محفوظ ہے اور اس کے کل اوراق کی تعداد ۱۲۸ ہے۔

سراج السالکین

شیخ چستی کی دوسری منظوم تصنیف "سراج السالکین" یا صفوف

الانسا" ہے۔ اس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے ؎

امر اکتب چون زحق شد بر قلم

بسملہ آغاز کرد اندر رقم

حمد باری تعالےٰ کے بعد اس منظوم تصنیف کے نام کے

بارے میں خود شاعر مقدمے میں فرماتے ہیں ؎

صفوف الانسانسب این نسخہ بنام

گوش جانرا سوی این نہ ای ہمام

ہم "سراج السالکین" زیبدہ بنام

فہم کن ازمن رموز این تمام[۱۷]

شیخ صاحب کی اس تصنیف کا موضوع بھی دوسری

تصانیف کی طرح تصوف اور روحانیت سے شاعر کے عقیدے مطابق اس رسالہ کی قدرو منزلت یہ ہے کہ اس تصنیف کا مطالعہ کرنے والا طالب اپنے مقصود تک پہنچتا ہے یہ ایک ایسا نسخہ ہے جو راہ سلوک میں گامزن سالک کو وصل کے فیض سے منور کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ ہوں ؎

روز و شب این نسخہ را پیش دار
آئینہ جان ساز این را پی غبار
پس بہ بین این نسخہ را ای ہوشمند
عام فہم و خاص را باشد پسند
نسخۂ بس مختصر پر از گہر
جملۂ اسرار الٰہی سر بسر

حمد باری تعالےٰ۔ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات، بیان انسان کامل، بیان علم، بیان حیات، بیان آفرینش انسان، بیان خلق حسن، نعت رسول، بیان سنت، وصف چہار یار باصفا بیان دوازدہ امام، بیان رجال الغیب، بیان جزای عمل، کلمہ طیبہ بیان ذکر، بیان آگہی، احادیث نبی سے دربیان دگر۔ بیان پاس انفاس و دل و نظر، بیان احوال دنیا، بیان نوم و سکوت و تنہائی دربیان جود و ایثار وغیرہ اس طویل اور عرفانی مثنوی کے اہم موضوعات ہیں۔

خدا نے آدم کو تخلیق کر کے اس کو اشرف المخلوقات کا شرف بخشا اور اپنا خلیفہ بنا کر انسان کی عظمت تمام مخلوقات پر واضح کر دی چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

"وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" ۱۸

ترجمہ:۔ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب۔

البتہ یہ رتبہ اس انسان کو حاصل ہو سکتا ہے جو عبادت و ریاضت سے انسان کامل کے اوصاف اپنے اندر پیدا کرے اور یہ تمام اوصاف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ ہوں

بشنو اکنون وصف انسان زین بیان
سر انسان تا شود بر تو عیان
جامع جملہ مظاہر آدمی است
باکمال ذات او را محرمی است
مظہر ذات و صفات است آدمی
قابل قرب وصال محرمی است
وصف این انسان کہ آمد در بیان
ہست او انسان کامل بیگمان

Scanned with CamScanner

آمد مدار مرکز دور زمان سے
احمد مرسل سے رسول انس و جان سے
قطب اقطاب از ازل ہم تا ابد
ہست روح پاک آن خاص احمد
او امام اولین سے و آخرین سے
پیروی سے او بند جملہ مرسلین سے [19]

اسلام میں علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر لازمی قرار دیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
"اُطلبوا العلم ولو کان بالصین" (ح)

اگرچہ متعدد شعراء نے اپنے کلام میں علم کی فضیلت کو بیان کیا ہے لیکن زیر نظر شاعر چشتی صاحب نے جس شان نزول کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے۔ وہ قابل داد ہے ؎

علم دین نور است اندر جان تو
کہ بدو کامل شود ایمان سے تو
علم دین کامل کند ایقان سے تو
ہم بدو حاصل شود عرفان سے تو
علم دین حاصل کن ای پاک جان
تا بہ علم حق شوی واقف بدان سے [20]

یعنی چشتی صاحب کی نظر میں علم دین ایسا نور

الٰہی ہے جو جان و جلا بخشتا ہے اور علم دین ہی سے مومنوں کو ایمان مکمل، یقین محکم اور گنج عرفان حاصل ہوتا ہے راہ سلوک کے مختلف مراحل کو طے کرنے کے بعد ہی سالک منزل مقصود کو پا سکتا ہے۔ فکر حق انسان کے لئے دنیا و آخرت میں فائیدہ بخش اور غیر حق کی یاد اس کے لئے ضرر رساں ہے۔ چستی سے یاد الٰہی کو افضل قرار دے کر اس تلقین کرتے ہیں ؎

فکر باطل را مدہ رہ اندرو   تا بہ بینی نور حق را سو بسو

فکر باطل بار آرد غفلت   سوی دنیا می کند ہر ساعت

فکر حق از ذکر حق روشن شود   جان و دل از یاد او گلشن شود[21] ؎

زیر بحث تصنیف "سراج السالکین" سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ شاعر نے اس کتاب کی بنیاد قرآن اور احادیث کے علاوہ بزرگان دین کے اقوال پر رکھی ہے۔ مختلف موضوعات کے ضمن میں شاعر نے جا بجا قرآن اور احادیث نقل کئے ہیں۔ اور انہیں شعر کے رشتے میں یوں پرویا ہے ؎

آنچہ دیدم در کتب اہل سلف

کردمش تذکار از بہر خلف

مشکلش نا کردہ آسان گفتہ ام

از تہ دل بہر جانان گفتہ ام

ہر چہ گفتم اندرین ای مستند
از حدیث و آیہ آوردم سند

چستی صاحب نے اس عارفانہ تخلیق کو ۱۱۰۱ھ میں مرتب کیا ہے. چنانچہ اس کی طرف "سراج السالکین" میں ایک جگہ اشارہ ملتا ہے ؎

شد مرتب این نطق از فضل حق
در ہزار و یک صد و یک پی قلق

اس کتاب کا اک نسخہ محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کشمیر دانشگاہ کشمیر میں زیر شمارہ ۵۶. ۵ موجود ہے. نسخہ ہذا ۱۴۹ اوراق پر مشتمل ہے اور یہ ۹ ا شہر محرم الحرام ۱۱۸۵ھ میں کتابت ہو چکا ہے.

عدۃ اللقاء

شیخ چستی کی ایک اور عارفانہ اور منظوم تصنیف عدۃ اللقاء ہے جو شاعر نے ایک ہی وزن اور بحر میں لکھی ہے اس نظم میں لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت، اس کی خصوصیات اور اس کے کمالات بیان کیے گئے ہیں. کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تشریح اور فضیلت شاعر نے دلچسپ اور موثر انداز میں بیان کی ہے. کتاب کا آغاز یوں ہوتا ہے ؎

ہست بہر لقاء پاک الہ
عدۃ لا الٰہ الا اللہ

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پر ہے۔ کلمہ طیبہ یعنی معبود سے نفی اور پھر اللہ کی ذات پر ایمان لانا ہی ایک مومن کو کفر کے ظلمات اور اوہام کے دلدل سے نکال کر راہ ہدا کی رہنمائی کرتا ہے غور سے دیکھا جائے تو کلمہ طیبہ ہی معرفت الٰہی کا پہلا زینہ ہے جو آگے چل کر اسرار و رموز کائنات کی جانکاری دیتا ہے

بہر نار جہنم و دوزخ
جنتؐ لا الٰہ الا اللہ
شمع راہ ہدایت نبوی
نور این لا الٰہ الا اللہ
سیف قاطع زبہر دیو لعین
معنیؐ سے لا الٰہ الا اللہ
نور حق ظاہر ست چون خورشید
سبب لا الٰہ الا اللہ
نور توحید کردہ ظاہر و نامش
لمحۂ لا الٰہ الا اللہ
نور اسلام کردہ بس روشن
شوکت لا الٰہ الا اللہ

کلمہ توحید ایسا نسخۂ کیمیا ہے۔ جس کے ورد سے مومن خدا کی رحمت، سعادت اور معرفت حاصل کر سکتا ہے

Scanned with CamScanner

رحمت او بجو از ین نسخہ
عامل لا الٰہ الا اللہ

رحمت او ببین در نسخہ
شامل لا الٰہ الا اللہ

تا حصول مراد خود بینی
اندرین لا الٰہ الا اللہ

عدۃ اللقاء کے خاتمے پر شاعر نے اپنے حق میں دعا مانگی ہے۔ وہ اللہ سے اپنے گناہوں سے عفو مغفرت کا طلب گار ہے ؎

ختم کار محمد چشتی
باد بر لا الٰہ الا اللہ

باد مسعود کاروبار او را
سبب لا الٰہ الا اللہ

باد محمود عاقبت او را
بحق لا الٰہ الا اللہ

عفو فرما بکاتب عاصی
حرمت لا الٰہ الا اللہ

مغفرت کن بوالدینش ہم
عزت لا الٰہ الا اللہ

سازش آباد اندرین عالم
بہر این سے لا الٰہ الا اللہ
عفو فرما بقاری و سامع
شفقت لا الٰہ الا اللہ

عدۃ اللقاء تصنیف ۱۳۲۷ھ میں مطبع مجددی واقع امرتسر میں چھپ چکی ہے عدۃ اللقاء کے مطبوعہ نسخے کے آخر میں سلسلہ چشتیہ کے اہم بزرگوں کے حالات کے علاوہ خواجہ شیخ محمد چشتی سے رادھو کی زندگی کے حالات کسی نامعلوم شخص نے مرتب کر کے چھاپے ہیں۔

کنز العشق

شیخ چشتی کی ایک اور طویل اور عارفانہ نظم کنز العشق ہے۔ اس کا موضوع بھی شیخ کی دوسری منظوم تصنیفات کی طرح تصوف و عرفان ہے۔ چشتی صاحب نے اس کتاب کا آغاز معبود حقیقی کی عظمت اور اس کے جاہ و جلال کی تعریف و ستایش کے ساتھ یوں کیا ہے ؎

حمد بے حد و ثنای بے عدد
باد بر تقدس ذات ہی احد

پس تحیات مبارک بر فرید
باد دایم بر صفات آن مجید
بر جمال و جلال کبریا
باد حمد با کمال و باثنا
آفرین پاک بر آن ذات پاک
کہ بہ عشق خود گزید این مشت خاک
آفرین بر عظمت عرش مجید
آفرین بر قدرت خلق جدید
آفرین بر رفعت این آسمان
آفرین بر خلعت این جسم و جان ۲۳

رب کریم نے آدم کو تخلیق کر کے اسے اپنا خلیفہ ہونے کا بلیغ اشارہ قرآن کریم میں کیا ہے اور تمام مخلوقات میں آدم کی عظمت اور برتری واضح کرنے کے لئے فرشتوں کو اس کا سجدہ بجا لانے کا حکم فرمایا۔ باوجود اس کے کہ ملائکہ شب و روز ہمہ تن خدائے عز و جل کی عبادت و تسبیح میں محو ہوتے ہیں۔ اس طرح سے انسان یا آدم کی عظمت اور اس کا جاہ و جلال واضح کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ ابدی سعادت اور رتبہ انسان کو اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب وہ اپنے خالق کل کے آگ میں اپنے آپ کو جھونک دے اور اپنے وجود کو جلا ڈالے۔ شیخ رادھو

فرماتے ہیں ؎

ہر ملک را باوجودِ آن صفا
خود ندادا این دولت عشق و با
باوجودِ ذکر و تسبیح مدام
باوجود بندگی قدس تمام
باوجود فیض و قرب لایزال
باوجود انس و ذکر ذوالجلال
عشق را قابل نیابد این ملک
نی جبال و نی زمین و نی فلک
گر ملک در بندگی خود داد
لیک آدم عشق را لایق فتاد
رنج و محنت لازم عشاق دان
کہ فزاید زان جمال نیکوان
حال عاشق گر بود زار و تباہ
نیکوان را زان فزاید عز و جاہ

جب ایک سالک اور عارف کامل عشق خداوندی کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے تو اس پر کائنات کے اسرار ہویدا ہو جاتے ہیں جو عام انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے ۔

آدم غواص شد در بحر عشق
درّ ہا یافت اندر نہر عشق

لیکن وہ انسان جو جاہ و حشمت، شہوت اور نفس پرستی اور دنیا طلبی میں اپنی مختصر اور قیمتی زندگی کو ضایع و برباد کر دے۔ وہ اس عظیم مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جس مقصد کے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ وہ انسان دراصل اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے لیکن وہ انسان جو یاد الٰہی میں محو، عشق خداوندی سے سرشار ہو کر تمام دنیا کو حقیر کی نظر سے دیکھتا ہے وہی حقیقت میں اسرار الٰہی کا واقف کار اور خلیفہ خدا بننے کا حقدار ہوتا ہے ؎

می نہ بیند عاشق اندر عشق یار
جز جمال آن نگاری غمگسار
حکمت پنہان و راز بہ خفی
تا شکار عشق شد آدم صفی
روح انسان مظہر خود ساخت او
حسن خود رو بروی بدیدان خوبرو

اگرچہ ابتداء میں عشق الٰہی کو اپنے دل میں اجاگر کرنا اور اس کا بار اٹھانا آسان نظر آتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ بہت ہی مشکل اور دشوار کام ہے۔ عشق خداوندی کی ذمہ داری کو اٹھانے کی ہمت و جرأت صرف انسان کو ہی ہوئی

لیکن انسان اس ازلی امانت کی حفاظت، دنیاوی شہویات اور خواہشات کو زیر کرم کرکے ہی کر سکتا ہے اور وہ اللہ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کر کے اس کے حضور میں سرخ رو ہو سکتا ہے. چستی صاحب نے اس قرآنی اور عرفانی نکتے کی مندرجہ ذیل اشعار میں تشریح کی ہے

بار عشق او کشیدن نیست سہل
سیل پنداری تو ای جاہل جبل

بار عشقش آسمانہا سر بداشت
جزد خاکی این علم برافراشت

کوہ سنگین دل ازین بار گران
گشت عاجز ہم ز حملش ای جوان

آدمی خود را ندید از عجز خویش
فضلِ حق دید زان آمد بہ پیش

خدا کا راز و نیاز جاننے والا اور اسرار الٰہی کا واقف کار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں. ان کی مقدس شخصیت نے ہی تمام جہالتوں، تاریکیوں، ظلم و جبر میں ہدایت، رحم و کرم اور عدل و انصاف کی شمع جلا کر تمام عالم کو منور کر دیا اور ان کی دکھائی ہوئی راہوں پر چل کر انسان عشق خداوندی کی منزل پا کر اپنے آخرت کو سنوار سکتا ہے

بدُ محمد مظہر لطف آلہ

نور باشی کردہ ہمچون مہر و ماہ

از محمد گشت عالم ہمچو ماہ

بود ہر جملہ خلایق نیک خواہ

گشت پر نور از رخش روی زمین

بود او محبوب رب العالمین

بحر امت بود او اندر ازل

تا ابد جاریست فیضش بی علل

خلق او بد باعث خلق جہان

خلق او شد ام شفیع امتان

خلق او میراث شد بر خاصگان

لطف او عام است جملہ عاصیان

چستی نے کنز العشق میں معرفت، حقیقت اور طریقت کے دریا بہائے ہیں۔ شاعر خداوند تعالیٰ کو اپنے گناہ گار بندوں کی مغفرت اور عفو کرنے کا مجاز تسلیم کرتا ہے۔ اسی لئے وہ دربارِ الٰہی میں سربسجود ہو کر اپنے لئے مغفرت، عافیت اور عفو کی دعا مانگتا ہے

رنج را راحتی کنی از لطف عام

گنہا بخشش کنی وجود تام

گرچہ از من سر بسر جرم وخطا
در وجود آمد ز نفسِ پُر دغا
ہست آن دریای عفوت بیکران
کمتر از قطرہ ہست جرم مادران ۲۸

زیر تبصرہ منظوم تصنیف کنزالعشق کا ایک قلمی نسخہ جموں وکشمیر شعبۂ تحقیق واشاعت کشمیر یونیورسٹی کے کتب خانہ میں زیر شمارہ ۷۶۷ موجود ہے۔

حوالہ جات

۱ گنج فقر برگ ۲۶/ب

۲ خواجہ طاہر رفیق کے والد کا نام خواجہ ابراہیم اشائی تھا۔ شیخ عبدالشکور کی روحانی توجہ سے معرفت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ کر ان کے خلیفہ بن گئے۔ آپ کی وفات ۱۰۰۱ھ میں ہوئی ملاحظہ ہو اسرار الابرار ۳۰۶

۳ شیخ محمد چستی کی تاریخ پیدائش کے بارے میں کسی بھی تذکرہ نویس نے ذکر نہیں کیا ہے البتہ معاصر مورخ اور انکے مرید خواجہ اعظم کے بیان کے مطابق وفات کے وقت یعنی ۱۱۲۶ھ میں آپ کی عمر ۸۰ سال سے تجاوز کر گئی تھی۔ اس بیان سے آپ کی تاریخ تولد ۱۰۴۵ھ کے لگ بھگ متعین کی جاسکتی ہے۔ ملاحظہ ہو واقعات کشمیر از خواجہ اعظم برگ ۱۶۹ ب

۴ مولانا حیدر چرخی عالم باعمل تھے۔ آپ کے والد خواجہ فیروز خواجہ عبدالرشید کے مرید تھے مولانا حیدر نے شیخ عبدالحق دہلوی اور بابا نصیب الدین غازی سے تعلیم پائی ..... ۱۰۵۷ھ آپ کا انتقال ہو گیا دیکھئے اسرار الابرار ص ۳۸۲، ۳۸۰ تذکرۃ الاولیاء ص ۲۳۶۔

۵ے شیخ علی محمد چستی سلطان پور کے رہنے والے تھے۔ کشمیر آکر یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آپ عارف باللہ کے علاوہ صاحب تصنیف بھی تھے۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الاولیاء ۲۹۳۔

۶ے واقعات کشمیر ۱۶۹ اب تذکرۃ الاولیاء ۱۴۱ ۲ تاریخ کبیر ۱۴۲ ب

۷ے واقعات کشمیر ۱۶۹ ب

۸ے تذکرۃ چستیہ از بہاؤ الدین متو برگ ۷ ب

۹ے گنج فقر برگ ۱۲۷ ب

۱۰ے گنج فقر ۱ ب

۱۱ے گنج فقر ۲ ب

۱۲ے گنج فقر ۶۰ ب

۱۳ے گنج فقر ۶۰ ب

۱۴ے گنج فقر ۵۶ ب

۱۵ے گنج فقر ۱۷ ب

۱۶ے گنج فقر ۱۲۷ ب

۱۷ے سراج السالکین ۹۱

۱۸ے قرآن مجید پارہ الم سورہ اَلبَقَرَۃ آیۃ ۳۰

۱۹ے سراج السالکین ۲۱ ب

۲۰ے ایضاً ۲۰ ب

۲۱ـ ایضاً ۱۶۹ ب

۲۲ـ ایضاً ۲ ب

۲۳ـ کنز العشق ۱ ب

۲۴ـ کنز العشق ۲۹، ۵ الف

۲۵ـ ایضاً ۲ الف

۲۶ـ ایضاً ۳ ب، ۴ الف

۲۷ـ ایضاً ۶ ب

۲۸ـ ایضاً ۱۰ الف

Scanned with CamScanner